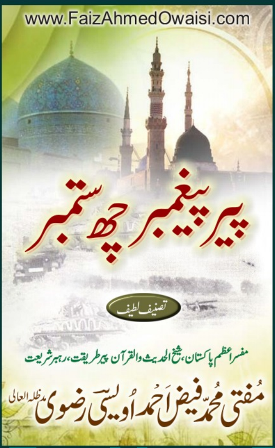

www.FaizAhmedOwaisi.com
پیر پیغمبر چھ ستمبر
تصنیف لطیف
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

پیر پیغمبر چھ ستمبر

مصنف

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

☆......☆......☆

☆......☆

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء جنگ پاک وھند

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کا نام لے کر ہی اہلِ پاکستان فخر کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ فتح ہوئی تو نعرۂ یارسول اللہ ﷺ سے اور پیرانِ کرام اور رسول اللہ ﷺ کی امداد و وسیلہ سے ۔ مسلمانو! ستمبر ۱۹۶۵ء کے وہ سترہ (۱۷) دن کسے یاد نہیں جنہیں اسلامیانِ پاکستان نے نصرتِ الٰہی و برکاتِ محمدی کے جلو میں طلوع کیا۔

۶ ستمبر کو ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے اپنے طور پر انتہائی اعتماد سے خوب سوچ سمجھ کر بڑی طاقتوں کے مشورہ سے پانچ گنا بڑی طاقت کے ساتھ بغیر الٹی میٹم دیئے چپ چاپ رات کے خوفناک لمحوں میں اپنے بہت سے چھوٹے ملک پاکستان پر حملہ کردیا پھر مسلمان جلال میں آگیا۔جلال میں آنا اور جذبۂ ایمانی دکھانا مسلمانوں کی صدیوں پرانی عادت ہے وہ سالہا سال سے انسانی ارتقاء کی تاریخ میں ایسے کرشمے رقم کراتے چلے آرہے ہیں۔

اس جنگ میں ہمارے فوجی جوانوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر معرکہ سر کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں حضور ﷺ اور اُولیائے کرام (صاحبانِ مزارات) رحمہم اللہ علیہم کی نگاہِ کرم اور غیبی مدد نے پاکستان کو فتح سے ہمکنار کیا جیسے صدیوں پہلے اس دقیانوسی عقیدہ نے عوام بلکہ شاہانِ وقت کو پریشان کر رکھا تھا کہ کیا مرنے کے بعد پھر اُٹھنا ہے یا نہیں اہلِ حق اپنے عقیدہ کی بات کرتے۔ البعث بعدالموت مرنے کے بعد پھر اُٹھنا حق ہے لیکن اہلِ باطل اس عقیدہ کے سراسر خلاف تھے تو اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف رحمہم اللہ علیہم کو صدیوں بعد غار سے زندہ کرکے اُن کے سامنے کھڑا کردیا جس سے حق و باطل کا امتیاز ہوا جس کا واقعہ قرآن مجید کے پارہ نمبر ۱۵، سورہ کہف میں مفصل ہے یونہی بعینہٖ ایک عرصہ سے یہ عقیدہ اختلاف کی زد میں ہے کہ کیا محبوبانِ خدا ظاہری زندگی اور بعدالوصال اہلِ دنیا کی مدد کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اہلِ حق تو اسلافِ صالحین رحمہم اللہ علیہم کے عقیدہ پر کہتے ہیں مدد کرسکتے ہیں اہلِ باطل (وہابیہ مبتدعیہ فرقہ) نہ صرف منکر بلکہ اسے شرک اور حرام کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں حق و باطل کو ایسے عیاں فرمایا کہ اہلِ حق کے سر اس واقعہ سے بلند ہوگئے اور اہلِ باطل کے نگوں ہوئے۔

باب اوّل

۶ستمبر کی صبح کو جب مشرقی سرحد پر دھماکہ خیز آوازوں نے پاکستانی مسلمان قوم کو چیلنج کیا تو غفلتوں اور گناہوں میں کھوئی ہوئی یہ قوم اچانک اپنے رب کی یاد میں مستغرق ہوگئی۔ مسجد میں نمازی بڑھ گئے لوگ جوشِ جہاد میں دیوانے ہوگئے صدرِ مملکت سے لے کر ایک عام آدمی عموماً ہر شخص کی زبان پر اللہ کا نام تھا اور دلوں سے یادِ خدا نکل رہی تھیں ان چند دنوں میں بارہ کروڑ مومن قوم نے اتحاد و اتفاق اور جذبۂ ایمانی کا جو ثبوت دیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

محبوبانِ خدا کی امدادیں

فقیر اپنے رسالہ میں فوج کے کارناموں سے ہٹ کر صرف اور صرف میدانِ جنگ کے وہ واقعات و مشاہدات عرض کرے گا جو دیکھنے والوں نے محبوبانِ خدا کی مدد کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا بلا تمثیل یہاں وہی منظر سامنے تھا جو غزوۂ بدر میں غیبی طور پر ملائکہ کرام علیہ السلام نے کردار ادا کیا۔

واقعات و مشاہدات

ذیل میں چند نمونے عرض کیے جاتے ہیں جو فوجی دستوں نے آنکھوں سے دیکھ کر بیان کئے اور وہ بلا کم و کاست اخبارات کی زینت بنے۔

اللہ کا ہاتھ (دستِ قدرت)

میجر شفقت بلوچ بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں آئے تو ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر اللہ کا ہاتھ (دستِ قدرت) ہے ہم ایک گولی چلاتے تھے لیکن اس سے دس دشمن ہلاک ہوتے تھے اس سے ہمارے حوصلے بلند ہوگئے ہمارے عزائم میں نئی روح آگئی اور دشمن کو ملیا میٹ کرنا ہمارے لئے قطعی طور پر مشکل نہ رہا۔

فائدہ

الحمدللہ یہ وہی کیفیت ہے جو غزوۂ بدر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پیش آئی۔

نعرۂ تکبیر

۸ستمبر کو جب ہندوستانی مکاری سے چونڈہ کے قریب پہنچ گئے تو میجر محمد حسین ملک کی ڈیوٹی لگی کہ وہ ٹینکوں کی مدد سے دشمن پر جوابی حملہ کر کے اُسے پسپا کردے۔ میجر ملک اور اُس کے بہادر ساتھی اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اُسے گڈ گور تک دھکیل دیا یہ معرکہ گرم تھا کہ اتفاق سے میجر ملک اور اُن کے ساتھی دشمن کے ٹینکوں میں گھر گئے۔ میجر ملک

نے پوری آواز سے نعرہ بلند کیا ہندوستانی سپاہی نعرۂ تکبیر سے گھبرا گئے اور اپنے مضبوط مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ٹینک اور بے شمار لاشوں کے علاوہ اپنا آپریشن آرڈر میدانِ جنگ میں چھوڑ گئے جو بعد میں ہمارے فوجیوں کے بہت کام آیا۔

نعرۂ رسالت

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں رقم طراز ہے کہ پاکستانی افواج نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بُری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے، چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھا گیا۔ لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباشی دی گئی اور بعض مقامات پر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعرے سُنے گئے۔ مختلف محاذوں سے ان محیّر العقول اور ایمان افروز کرشموں کی اطلات ملتی رہی ہیں ان کرشموں اور محیّر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں مجاہدین شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

تبصرۂ اویسی

ان محبوبانِ خدا کا میدانِ جنگ میں تشریف لانا حق تو ہے ہی اس کے دلائل فقیر اس رسالہ کے آخر میں عرض کرے گا لیکن فوجیوں کا نعرۂ رسالت اور نعرۂ حیدری بھی کام کر گیا اور یہ قرونِ اولیٰ کی افواج کا نعرہ بلکہ شعار ہے۔ فقیر نے اس کے دلائل اپنی تحاریر ''ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''، ''عقائد صحابہ'' اور ''نعرۂ تکبیر بدعت ہے یا نعرۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم'' میں بیان کئے ہیں۔

پُراسرار فوج

بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کا بیان ہے کہ چونڈہ کے محاذ کے قیدیوں نے انکشاف کیا کہ اُنہیں رات کو میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر نظر آتا جو ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے ہم پر ٹوٹ پڑتا تھا اور اُن کی تلواروں سے آگ کے شعلے برستے تھے۔ اس حیرت انگیز اسلامی لشکر میں بعض سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوتے اور بعض پیدل ہمیں سب سے زیادہ نقصان اس پراسرار

فوج نے پہنچایا۔ جس پر نہ ہمارے گولے اثر انداز ہوتے اور نہ ٹینک وغیرہ۔

نامعلوم ہتھیار

مولانا محمد افسر الحق جو علی گڑھ کے سند یافتہ ہیں جنگ کے دنوں دہلی میں تھے اُن کی ڈیوٹی دورانِ جنگ زخمی فوجیوں کے جنرل کیمپ پر لگادی گئی تھی۔ اُن کا بیان ہے کہ دہلی ریلوے اسٹیشن پر ایک دن میں ڈیڑھ صد (۱۵۰) سے زائد ریل گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی آئیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اکثر زخمیوں کے دونوں بازوؤں اور دونوں ٹانگوں یا ایک طرف کا بازو اور دوسری طرف کی ٹانگ کٹی ہوئی ہوتی تھیں جیسے تلوار سے کاٹی گئی ہوں جو فوجی زخمی ہوش میں آجاتے یا بچ جاتے وہ اپنے زخمی ہونے کے متعلق صرف اتنا بتاتے کہ پاکستان نے کوئی نامعلوم ہتھیار اس قسم کا ایجاد کیا ہے جس سے بازو اور ٹانگیں کٹ جاتی ہیں اور باقی جسم بچا رہتا ہے۔

ایک مجاہد سو قیدی

چھمب جوڑیاں محاذ پر ہمارے توپ خانہ کا ایک چھوٹا سا جہاز غلطی سے ایک بھارتی کمپنی کی پوزیشن میں اُتر گیا پائلٹ کو جونہی صورتحال کا احساس ہوا اُس نے زوردار آواز میں بھارتیوں کو بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تم سب کو بتاؤں کہ تم ہمارے توپ خانہ کی زد میں ہو اگر جان بچانا ہے تو ہتھیار پھینک کر قیدی بن جاؤ ورنہ پانچ منٹ کے اندر اندر تم سب کا صفایا کر دیا جائے گا۔ بھارتی کمپنی نے ہتھیار پھینک دیئے اور ہمارا پائلٹ اکیلا اُن سب کو قید کر کے اپنی پوزیشنوں میں ہانک لایا۔

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عینی شاہد

میں نے پاک فوج کے غازیوں کے جگمگاتے نورانی چہرے دیکھے ہیں میں نے دشمن کے آگ و آہن کے طوفان میں انہیں اللہ اکبر اور یا علی کے نعروں کے ساتھ چھلانگیں لگاتے دیکھا ہے۔ موت کو اُن کے آگے آگے بھاگتے اور آسمان سے اُن پر پھولوں کی بارش دیکھی ہے وہ ماؤں کے لعل تھے، بہنوں کے ہیرے موتی، وہ بیویوں کے سہاگ تھے اور اپنے پیارے بچوں کے ابو اور سروں کے سائے لیکن اُس وقت وہ اللہ کے شیر تھے۔ میں نے دشمنوں کے جنگل میں اُن شیروں کی دل ہلا دینے والی دھاڑیں سنیں وہ اللہ کے سپاہی تھے، جو اللہ کے دین کی عزت و غیرت اور حرمت پر شہید ہو رہے تھے، میں نے دیکھا کہ بندۂ مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ کیسے بنتا ہے اور پھر اُس کی ضربِ کارکشا غالب وکار آفریں کیسے ہوتی ہے

اُس روز میں نے اس عالمِ فانی کا سب سے بڑا کرشمہ دیکھا میں نے آگ کو گلزار میں بدلتے اور موت کو زندگانی کا روپ دھارتے دیکھا، میں نے دیکھا کہ قرآن کے اوراق میں جب بندۂ مومن کا خون گردش کرنے لگتا ہے تو دشت وجبل اُس کی للکار سے کس طرح تھرا تھرا کر ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں وہ بڑی عجیب گھڑی تھی وہ بڑی عظیم گھڑی تھی تاریخ کے چودہ سو سال سمیٹ کر میدانِ بدر و کربلا میں چمکتی تلواروں کے سایوں میں آگئے تھے ایک جانب وہی جبر واستبداد کی یلغار تھی اور دوسری جانب وہی ایک خدا، ایک رسول اور ایک قرآن کی عظمت کی للکار ایک ایک طرف شرار ابولہبی تھا اور دوسری طرف چراغِ مصطفوی کی ظلم واستبداد کے اندھیروں کو پھاڑ دینے والی ضیاء پاشیاں، کفار کی عبرت انگیز ہلاکت تھی اور بندۂ مومن کی ایمان افروز شہادت مشین گنوں اور رائفلوں پر جمے ہوئے ہاتھوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی تلوار اپنے چودہ سو سالہ نیام میں کوندے کی طرح لپک کر باہر نکل آئی تھی اور کفر والحاد کی گھٹاؤں کو پاش پاش کر رہی تھی۔ قرآن کی تلاوت کی باجبروت آوازیں تھیں اور اللہ اکبر، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا علی حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعرے۔ (پی آر بی نہر ماخوذ بتصرف)

شہادت ہے مطلوب ومقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

الغرض جنگِ ستمبر میں اللہ تعالیٰ کے بے انتہا کرم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا شفقت، محبوبانِ خدا کی زبردست اعانت اور مجاہدین کی بے لوث قربانیوں کے بیش بہا تذکروں سے اخبارات ورسائل اور کتابوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ ہماری اس سچی تاریخ سے یہی سبق ملتا ہے کہ ہماری قوت اور کامیابی کا راز توکل علی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی میں ہے۔ (رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، رجب المرجب ۱۳۹۱ھ، صفحہ ۹)

منکرِ امداد محبوبانِ خدا کے قلم سے

شورش کشمیری دیوبندی اپنے رسالہ چٹان میں لکھتا ہے کہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس جنگ ۶۵ء میں تائیدِ ایزدی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی اور بزرگانِ دین کی دعائیں شامل حال نہ ہوتیں تو شاید پاکستان کو فتحِ مبین کی بجائے ناقابلِ رشک حالات سے دوچار ہونا پڑتا حق وباطل کی اس آویزش میں اکثر وبیشتر ایسی باتیں مشاہدے میں آتی ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہے باور کیجئے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک دفعہ پھر پاکستان کے مسلمانوں کی حفاظت اور عظمت وسطوت کے لئے ناقابلِ تسخیر قلعہ بنا گیا اور یہ جنگ بھی اسلام

کی روحانی قوت کا کرشمہ ثابت ہوئی اور بے شمار مافوق الفطرت واقعات میں نہ تو مبالغہ آرائی کو کوئی دخل ہے اور نہ ہی فریب داستان کے لئے یہ قلمکاری کی گئی ہے۔

پراسرار بزرگ

ایک محاذ پر توپوں کے دہانے کھلے تھے۔ بیسوں صدی کے بھارتی بھیڑیے گولہ باری کر رہے تھے۔ پاکستانی مجاہد جوابی کاروائی میں مصروف تھے ایک سفید ریش بزرگ سادہ دیہاتی لباس میں عین مورچہ پر تشریف لے آئے اور توپچی کو گولہ پھینکنے کے لئے نشاندہی کرنے لگے آپ انگشتِ شہادت سے اشارہ کرتے کہ اس طرف گولہ پھینکا جائے چنانچہ اُن کے کہنے کے مطابق توپ کا زاویہ بدل دیا جاتا اور عجیب بات یہ ہے کہ گولہ ٹھیک ٹھیک نشانہ پر لگتا جس کی وجہ سے دشمنوں کی صفوں میں نہ صرف ابتری پھیل جاتی بلکہ اس سے بھارتی ٹینک اور توپیں بھی برباد و ناکارہ ہوجاتیں اور آخر کار بھارتی ٹینک پسپائی پر مجبور ہوجاتے۔ ایک دن میجر کو خیال آیا کہ یہ درویش کون ہیں جو روزانہ محاذ پر رہنمائی کرتے ہیں۔ دوسرے دن بزرگِ موصوف کو خیمہ میں بلایا گیا۔ اردلی افسر کا اشارہ پاتے ہی کھڑا ہوگیا اور سفید ریش بزرگ سے استفسار کیا گیا آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں، درویش نے کچھ جواب نہ دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پانی طلب کیا اردلی پانی لینے گیا تو میجر کرسی پر بیٹھنے کے لئے بڑھا جونہی توجہ دوسری طرف مبذول ہوئی تو میجر نے دیکھا کہ وہ کرسی خالی پڑی ہے جس پر بزرگ تشریف فرما تھے میجر اور تمام لوگ حیران تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہے تلاشِ بسیار کے بعد بھی وہ بزرگ پھر اس محاذ پر نظر نہ آئے۔

شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ

حکیم نیرواسطی لاہور جنگ کے دنوں وطن سے باہر تھے عمرہ کرنے کے بعد جب زیارتِ روضۂ اطہر کے لئے مدینہ منورہ پہنچے فرماتے ہیں، وہاں مولانا عبدالغفور (دیوبندی) نے ملاقات کے دوران فرمایا کہ ایک رات حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خواب میں ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا کیسے تشریف لے آئے تو فرمایا کہ پاکستان میں جنگ ہورہی ہے اس لئے وہاں شرکت کے لئے گیا تھا۔

تبصرۂ اویسی

اگرچہ اس واقعہ میں ہمارے مسلک کی بھرپور تائید ہے لیکن دیوبندی عمداً ایسی گپ شپ مارنے کے عادی مجرم ہیں کہ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے ایسے خواب خوب گھڑتے ہیں اگر واقعی اپنے خواب میں سچے ہیں تو مان لیں کہ محبوبانِ

خدا کو دنیا کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے اور تصرف کرتے ہیں قبور سے باہر جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے مریدین کی مدد فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔لیکن وہ تو ایسے عقائد کو شرک کہتے ہیں اس کے باوجود پھر کس منہ سے ایسے خواب سُناتے ہیں دیوبندیوں کی اس قسم کی من گھڑت کہانیاں فقیر کے رسالہ ''بلی کے خواب میں چھیچھڑے'' میں پڑھیے۔

میاں شیر محمد شرقپور رحمۃ اللہ علیہ

ایک عزیز دوست شرقپور سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ کے دنوں مجھے حضرت میاں میر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ گرد آلود اور آپ کے ہاتھ قدرے میلے تھے۔میں نے عرض کی آپ کو اس وقت کونسی مصروفیت ہے تو آپ نے فرمایا کہ پاکستان کے محاذ پر جنگ جاری ہے اور میں وہاں مجاہدین کی مدد کے لئے گیا تھا۔

(اوکما قال)

گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک صاحب قصور کے رہنے والے ہر ہفتہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرتے تھے۔وہ ایک دن حضرت کے مزار پر حاضر ہوئے تو کوشش بسیار کے باوجود حسبِ سابق توجہ نہ مل سکی اس پس و پیش کے عالم میں اُنہوں نے کافی دیر تک یہاں قیام کیا آخری رات چند لحات کے لئے نیند آئی تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں جہاد میں مصروف تھا سرورِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ اور بزرگانِ دین پاکستان کی سرحدوں پر رونق افروز ہوئے اور پاکستان کی حفاظت کے لئے جہاد کا حکم فرمایا۔

سبز پوش

لاہور کی ایک جامع مسجد کے خطیب نے منبرِ رسول پر کھڑے ہو کر حلفیہ بیان کیا کہ بھارتی فوجیوں اور ہوابازوں کو جب پاکستان کی بہادر فوجوں نے گرفتار کیا تو وہ حیران ہو کر پوچھتے تھے کہ پاکستان کے وہ سبز پوش مجاہد کہاں ہیں کہ ہم سخت سے سخت حملہ کرتے تھے لیکن وہ سبز پوش بڑے اطمینان سے ہمارے حملہ کو ناکارہ بنا دیتے اور ہمیں پسپائی پر مجبور کر دیتے اور انتہا یہ ہے کہ بھارتی ہواباز پاکستان کے ایک معروف شہر پر تقریباً اڑھائی سو(250) بم گراتے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے اُس شہر کے ہوائی اڈے کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے؟

الغرض ایسے حالات و مشاہدات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لڑی گئی اور خالقِ کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں فیض سے فتح پذیر ہوئی ہے۔بلاشبہ ایسے خرقِ عادات ہوا کرتے ہیں اور ان کی

صداقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (ہفت روزہ، چٹان لاہور، صفحہ ۲۹، نومبر ۱۹۶۵)

مکتوبِ مدینہ

دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب کے بھانجے مولوی محمد انعام اللہ دیوبند نے مدینہ منورہ سے کراچی میں نور محمد صاحب کو لکھا کہ یہاں جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضۂ اقدس سے جناب حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلدی گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور ایک دم دق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اسی راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بفضلِ جناب حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فتح اور عزت عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ امروز، لاہور، ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

تبصرۂ اویسی

اس خواب کا بھی وہی حال ہے جو اُوپر مذکور ہوا۔

اصحابِ بدر

مدینے سے ایک شام میں جب احرام باندھ کر مکہ معظّمہ جانے لگا تو راستہ میں بدر کا میدان اور مغرب کا وقت آ گیا تھا۔ ایک بدو امامت کر رہا تھا نماز پڑھ کر وہ پوچھنے لگا کہ تم پاکستان سے آئے ہو میں نے کہا ہاں پھر مجھ سے پوچھنے لگا کہ ارے ابھی تمہیں فتح نہیں ہوئی ہے میں نے کہا کہ ابھی پوری فتح نہیں ہوئی اس پر وہ جھڑک کر بولا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بدر کے سپاہی یہاں سے اُٹھ کر تمہاری مدد کے لئے پاکستان جائیں اور فتح نہ ہو۔

واپسی پر جب پاکستان آیا تو معلوم ہوا کہ اِن بزرگوں نے جو بشارتیں دی تھیں وہ حرف بحرف صحیح تھیں اور یہاں جو کچھ ہوا اُس میں بلاشبہ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ ملّتِ بیضاء کی تائیدِ غیبی کو بڑا دخل ہے۔

(قومی دلیر، ۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

مزار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مجاور نے کہا کہ جس دن رات کو پاکستان پر حملہ ہوا تو گنبد کے اندر سے حی علی

الجہاد کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ (قومی دلیر گوجرانوالہ، ۸ نومبر ۱۹۶۵ء، نیرواسطی)

حضرت حسن، حسین و غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان سے ہماری حالیہ (۱۹۶۵ء) کامیابی کا اصل راز تائیدِ ایزدی ہے بعض بھارتی قیدیوں نے ہماری فوج کے شانہ بشانہ سبز بزرگوں کو لڑتے دیکھا ہے یا کئی سفید پوش بزرگوں کو دشمن کے بم اُٹھا کر پانی میں پھینکتے دیکھا ہے ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا کہ (۵ ستمبر) کو ایک شخص ایبٹ آباد میں گھاس کاٹ رہا تھا کہ اُس نے دو جوانوں کو گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی سے گزرتے دیکھا تھوڑی دیر بعد جب کہ وہ گھاس کاٹ چکا تھا اُس نے ایک معمر ہستی کو گھوڑے پر تیزی سے گزرتے دیکھا اُس نے اُن کو رکنے کو اشارہ کیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ گھاس کا گٹھڑا اس کے سر پر رکھوا دیں اُنہوں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چھڑی سے اشارہ کیا تو گٹھڑا اپنے آپ اُس کے سر پر رکھا گیا اس کو ڈر معلوم ہوا لیکن اُس نے فوراً اپنا گٹھڑا پھینک کر گھوڑے کی رسی پکڑ لی اور پوچھا آپ کون ہیں؟ اُنہوں نے جواب میں فرمایا میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں، سیالکوٹ میں ہندوستان حملہ کرنے والا ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں پھر اُس نے پوچھا کہ آپ سے پہلے دو نوجوان گزر گئے وہ کون تھے اُنہوں نے جواب دیا کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ گھسیارے نے جس کسی سے بھی یہ واقعہ بیان کیا اُس نے اس کا مذاق اُڑایا اور ۷ ستمبر کو سیالکوٹ پر ہمارے عیار اور نابکار دشمن نے حملہ کر دیا۔ دو فوجیوں کا بیان ہے کہ اُنہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور اُن کے صافے پر لکھا تھا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قسم کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔

(روزنامہ جنگ، ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

کراماتِ اولیاء

ہفت روزہ ابہام بہاول پور میں ہے کہ داتا کے شہر لاہور میں تباہی مچانے کے لئے بھارتی فوجوں نے کئی بار راوی کے پل پر بم برسائے لیکن کوئی بم نشانے پر نہیں لگا۔ کہتے ہیں کہ جو بم پل کی طرف آتا تھا اُسے کوئی غیبی بزرگ اپنی جھولی میں لے کر دریا میں پھینک دیتے تھے۔

تقسیم اسلحہ

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجاہدین میں اسلحہ تقسیم کر رہے تھے۔

(روزنامہ کوہستان لاہور، ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء، بحوالہ نیرواسطی)

جنگی قیدیوں کا اعتراف

۱۱۰ کتوبر ۱۹۶۵ء (نمائندۂ جنگ) پاکستانی افواج نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا علی مدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بُری طرح سے شکست دی ہے اس معرکہ میں انبیاء علیہم السلام اور علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ سو (۱۲۰۰) میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد، سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مہاجرین کے ساتھ یارسول اللہ مدد صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا، سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھے گئے۔ لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباشی دی گئی اور بعض مقامات پر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا علی مدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعرے سنے گئے۔ سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر کو خالی کرنے کی ہدایت کرتے اور با آواز بلند کلام پاک پڑھتے رہے، مختلف محاذوں سے اُن محیر العقول اور ایمان افروز معجزات و کرامات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ، کراچی ۱۱۲ کتوبر ۱۹۶۵ء)

رام چرن کی ہلاکت

راولپنڈی ۲۴ اگست مظفر آباد سے اطلاع ملی ہے کہ کل رات بھارتی فوج نے چناری سے آگے بڑھنے کی کوشش کی اور مجاہدین نے اس کوشش کو ناکام بنادیا۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین یا علی کا نعرہ لگا کر آگے بڑھے تو ایک بھارتی سپاہی رام چرن دہشت سے وہیں گر کر ہلاک ہوگیا۔ (روزنامہ نوائے وقت، ۲۵ اگست ۱۹۶۵ء)

چھ سو ٹینک

چھ سو (۶۰۰) ٹینکوں کے بھارتی حملے کو روکنے والے پاکستانی اسکاڈ کا بیان ہے بھارت کی بہترین فوج ہمارے مقابلہ میں تھی ہمارے دو اسکاڈ واپس ہو چکے تھے اور صرف ایک اسکاڈ موجود تھا ہم اپنی قلت کے باوجود اللہ پر بھروسہ کرکے مقابلہ میں ڈٹ گئے پھر ہم نے دیکھا کہ ہماری جانب سے بغیر اذن کے فائرنگ ہو رہی ہے چھان بین کی تو اپنی جانب سے ایک سفید لباس رنگ بزرگ کو جنگ میں مصروف پایا ہم کچھ پیچھے ہٹے مگر اُس بزرگ نے اپنی جگہ نہ چھوڑی حتیٰ کہ بھارتی پسپا ہوئے اور ادھر کمک پہنچ گئی شدید جدوجہد اور اصرار کے بعد صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں اور حکمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری مدد کرنے آیا ہوں تم حق پر ہو۔ (ماہنامہ خاتونِ پاکستان، جنوری ۱۹۶۶ء)

چونڈہ سیالکوٹ

چونڈہ سیالکوٹ کے محاذ پر بھارت کا سب سے زیادہ زور تھا لیکن اسی محاذ پر پاکستانی افواج نے فرسٹ انڈین

آرمرڈ ڈویژن کو مکمل طور پر تباہ کر کے بھارت کا غرور ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔اسی معرکے میں دشمن کی ۱۶ کیولری رجمنٹ کا بالکل صفایا کر دیا گیا یہ جنرل چودھری کی رجمنٹ تھی جو چونڈہ کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے کے لئے جھانسی سے لائی گئی تھی۔چونڈہ کے محاذ پر ہیرو بریگیڈیئر عبدالعلی ملک جن کو بھارت کے خلاف غیر معمولی جرأت کا مظاہرہ کرنے پر ہلالِ جرأت کا اعزاز ملا ہے کا بیان ہے کہ اس محاذ کے بھارتی قیدیوں نے انکشاف کیا کہ اُنہیں رات کو میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر نظر آتا جو ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے اُن پر ٹوٹ پڑتا تھا اور اُن تلواروں سے آگ کے شعلے برستے تھے،اس حیرت انگیز اسلامی لشکر میں بعض سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوتے اور بعض پیدل،ہمیں سب سے زیادہ نقصان اسی پُر اسرار فوج نے پہنچایا جس پر نہ ہمارے گولے اثر انداز ہوتے تھے نہ ٹینک وغیرہ۔ (خاتونِ پاکستان،جنوری ۱۹۶۶ء)

تونسہ شریف کے سجادہ نشین کے نام مکتوب مدینہ

مدینہ منورہ سے سجادہ نشین درگاہ تونسہ شریف حضرت خواجہ خان محمد صاحب کو ایک عقیدت مند نے خط لکھا ہے کہ حرم پاک کے ایک غلام دستگیر نامی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ روضۂ مبارک حضور ﷺ کے اندر پانچ افراد جو فوجی لباس میں ملبوس تھے برآمد ہوئے اور باب السلام سے نکل کر اُونٹوں پر سوار ہوگئے اُن کے سر پر لاتعداد پرندے سایہ کئے ہوئے تھے،میں نے جب پوچھا کہ کہاں جارہے ہو تو اُن پانچوں فوجی لباس والے بزرگوں نے بتایا کہ پاکستان کی مدد کے لئے جارہے ہیں۔

"یہ خط ۷ ستمبر کو لکھا گیا تھا جب پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ جاری تھی۔خط میں جس بزرگ کے خواب کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حرمِ نبی کے خادم ہیں اور قندھار کے رہنے والے ہیں اُنہوں نے ۱۲ ستمبر کی رات کو یہ خواب حرم شریف میں دیکھا تھا۔" (روزنامہ مشرق،۲۳ اکتوبر ۱۹۶۵ء،بحوالہ پروفیسر نیر واسطی صاحب سیاح ممالک اسلامیہ)

نوٹ

ممکن ہے ان کے علاوہ اور واقعات بھی ہوں اور اخبارات و رسائل میں بھی آئے یا نہ آئے ہوں لیکن فقیر کو یہی میسر آئے اور عقل مند کے لئے ایک واقعہ بھی کافی ہے اور بے عقل اور ضدی کو دفتر بھی ناکافی ہے۔

بہر حال مشاہدات و واقعات ایسے ہیں کہ جنہیں ٹھکرایا نہیں جاسکتا اور انسان کی فطرت ہے کہ اس کے دلائل و براہین موثر بہت کم ثابت ہوتے ہیں لیکن مشاہدات و واقعات کا انکار تو کوئی کر ہی نہیں سکتا۔اس کے ساتھ جب قرآن و احادیث اور اقوالِ مشائخ و علماءِ ملّت کی تصریحات موید ہوں تو سبحان اللہ۔فقیر آئندہ اوراق میں دلائلِ قرآن اور حدیث

پیش کرتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،ایت۲۵۱)

ترجمہ: اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔

☆..........☆..........☆

باب دوم

عقائد ومسائل

واقعات ومشاہدات سے مندرجہ ذیل عقائد ومسائل کا اثبات ہوتا ہے۔

(۱) اہلِ مزارات زندہ ہیں،انبیاء علیہم السلام حیاتِ حقیقی اور اُولیاء بہ حیاتِ برزخی۔

(۲) مزارات میں انہیں تصرفات کا منجانب اللہ تعالیٰ اذن وعطاء سے حاصل ہے اور وہ واقعتاً مزارات میں اہلِ دنیا کی مدد کرتے رہتے ہیں اور اہلِ دنیا سے باخبر ہیں۔

(۳) اہلِ مزارات کو وسیلہ اور اُن سے استمداد شرعاً جائز ہے۔

(۴) اولیاء اللہ بیک وقت کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔

تبصرۂ اویسی

مذکورہ عقائد ومسائل دورِ حاضرہ میں مختلف گروہ کے نزدیک مختلف ہیں۔اہلِ سنت کے نزدیک عین اسلام ہیں منکرینِ کمالات انبیاء واُولیاء کے نزدیک کفر وشرک ہیں۔ان دونوں مسلکوں کے درمیان اختلاف کی وجہ سے موضوعات مذکورہ بالا میں بے شمار کتب ورسائل شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔فقیر یہاں پر ان چند عقائد ومسائل پر مختصر دلائل عرض کرتا ہے۔

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

دیوبندی فرقہ کے عقائد کا مجموعہ المہند شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کے صفحہ ۶۸ پر عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ بھی ساتھ ہے۔اس کتاب میں علمائے دیوبند کا اپنا لکھا ہوا ہے ہم مختصر یہاں صرف ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

"حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذنِ خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔"

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام اللہ کے اذن اور اُس کی عطاء سے جہاں میں تصرف فرماتے ہیں چونکہ ایسے واقعات و مشاہدات کا انکار زیادہ تر فرقۂ دیوبندی کرتا ہے اسی لئے فقیر نے اُن کے حوالے سے عرض کر دیا ہے۔

اصول شرع

واقعی عقیدہ مذکور قرآن و احادیث کے عین مطابق ہے۔ مثلاً خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا تو حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزارِ حضور ﷺ پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کے لئے بارش طلب فرمائیے وہ ہلاک ہو گئے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ بارش ہو گی۔

(بیہقی ابن شیبہ باسناد صحیح)

فائدہ

اس روایت میں صحابی رسول ﷺ نے بارگاہِ رسول ﷺ میں مشکل پیش کی زندہ سمجھ کر اور پھر خواب میں نبی پاک ﷺ نے وہ مشکل حل فرما دی اور اس واقعہ کو صحابی نے صحابہ کو بیان کیا تو اجماع صحابہ سے مسئلہ ثابت ہوا۔

قرآن مجید

حیات الانبیاء کے لئے اسلاف نے آیت ذیل سے استدلال کیا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۹۔۱۷۰)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

فائدہ

مذکورہ بالا آیت میں شہدا کی یہ شان بیان فرمائی کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں رزق پاتے ہیں۔

قاعدہ

اسلام کا مسلم قاعدہ ہے کہ وہ مرتبہ جو ادنیٰ کو حاصل ہو وہ اعلیٰ شان والے کو ضرور حاصل ہوتا ہے اس قاعدہ پر حیات شہداء کو حاصل ہے تو انبیاء علیہم السلام کو حیات بطریقِ اُولیٰ حاصل ہے۔

فائدہ

یہ بات تو ایک جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ شہداء کا درجہ بہرطور نبی سے کم ہے شہداء حضور ﷺ کے خادم وغلام ہیں اور آپ ﷺ ہی کی شریعت پر چل کر شہادت کے مراتب پر پہنچے ہیں اس لئے حضور ﷺ ان سے کہیں زیادہ اعلیٰ وارفع زندگی کی عظمتوں سے بہرہ ور ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۴۱)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

فائدہ

اگر حضور ﷺ زندہ نہیں اور ہمارے حال سے مطلع نہیں تو کیا گواہی دیں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''حضور ﷺ اپنی اُمت کے حالات واعمال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصوں کے لئے مدد وفیض رساں اور حاضروناظر ہیں۔'' (جامع البرکات)

شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں **وباشد رسول شما.........نفاق شمارا**۔ ''رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ ﷺ اپنے نورِ نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس درجے پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کون سا حجاب ہے جس سے وہ ترقی میں رک گیا ہے، پس آپ ﷺ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں اخلاص ونفاق سے بھی واقف ہیں۔ (تفسیرِ عزیزی)

حدیث شریف

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب یزید کے حکم سے مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل وغارت کا بازار گرم رہا اُس دوران مسجدِ نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ اقامت تو حضرت سعد بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دوران مسجدِ نبوی کے اندر رہے اور اُنہیں نماز کے وقت کا علم اُس آواز سے ہوتا تھا جو حضور ﷺ کی قبرِ انور سے سُنائی دیتی تھی۔

حدیث شریف اور غیروں کی گواہی

ابنِ تیمیہ نے لکھا کہ شرک وبدعت میں یہ چیز داخل نہیں کہ کچھ لوگوں نے جنابِ رسول پاک ﷺ کی قبر مبارک

سے سلام کا جواب سنایا سعد بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایامِ حرہ میں حضور ﷺ کی قبر سے تین دن اذان کی آواز سنی یہ بھی روایت ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک کے پاس آیا اور قحط سالی کی شکایت کی اُس نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اُسے فرمارہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ نمازِ استسقاء پڑھائیں یہ واقعات شرک وبدعت کے باب سے نہیں۔

علمِ غیب

انبیاء واَولیاءاللہ کے مزارات میں جانا بھی حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں علمِ غیب بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، ایت ۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

صاحبِ تفسیر عرائس البیان میں فرماتے ہیں یعنی ہم نے قرآن میں کسی ایک کا بھی مخلوق میں سے ذکر باقی نہ رکھا سب کچھ بیان کردیا لیکن اس ذکر کو صاحبانِ باطن جن کو نورِ معرفت حاصل ہو وہی معلوم کرپاتے ہیں۔

فائدہ

مفسرین کے اسی قاعدہ پر ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کائنات کے ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o (پارہ ۲۷، سورۃ الرحمٰن، ایت ۱ تا ۴)

ترجمہ: رحمٰن نے۔ اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

پس دوسروں کا علم حضور کے علم کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

فائدہ

مفسرین نے لکھا کہ الانسان سے حضور ﷺ اور البیان سے ماکان وما یکون کا علم مراد ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں بہت سے ایسے مضامین وآیات موجود ہیں جس کا علم سوائے خدا عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ کے کسی بڑے سے بڑے مقرب کو بھی نہیں یہ کہ خدا جس پر روشن فرمادے۔

قرآن پاک خود رسولِ کریم ﷺ کے علمِ غیب کی تصدیق فرمارہا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ ۴، سورۃ ال عمران، ایت ۱۷۹)

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

ازالہ' وہم

جن آیات میں علمِ غیب ذاتی کی نفی ہے نہ کہ علمِ وہبی کی امام نووی اور امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے بھی یہی مراد لی ہے کہ "علمِ غیب بے واسطہ" سوائے خدا کے کسی کو نہیں لیکن بالواسطہ علمِ غیب ثابت ہے اور اسی علمِ غیب کو اہلِ سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں۔

فائدہ

چونکہ اُولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ اور انبیاء علیہم السلام علمِ غیب کا حصول اظہر من الشمس ہے اسی لئے کہ اس پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں ہاں اُن کے تصرفات کے متعلق تفصیل کی ضرورت ہے سو وہ حاضر ہے۔

تصرفاتِ انبیاء و أولیاء علیہم السلام و رحمھم اللہ تعالی علیہ

اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے چند اُمور ذہن نشین فرما لیں۔

- تصرفات دراصل معجزات و کرامات ہیں جن کے نیچری اور اُن سے قبل معتزلہ منکر تھے۔ اب نہ معتزلہ رہے نہ انکار، اگر کوئی انکار کرے تو یقین کرلیں کہ یہ اُس مذہب کا پیروکار ہے۔
- یہ تصرفات جیسے حیات میں ہوتے تھے بعد وصال بھی جاری رہتے ہیں۔
- ہمارا اُن سے مدد مانگنا توسّل و استعانت ہے اور توسّل و استعانت شرعاً جائز ہے۔

استعانت

انبیاء کرام علیہم السلام اور اُولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ سے مدد مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کے پیاروں کا وسیلہ پیش کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کی مرادیں پوری فرماتا ہے۔

حوالہ

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اس طرح مدد مانگنا کہ انسان اس مخلوق پر بھروسہ کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ مانے تو یہ حرام ہے اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی امداد کی طرف ہو اور اللہ تعالیٰ کے نظامِ اسباب اور حکومت کو دیکھتے ہوئے اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور ظاہری طور پر اس سے مدد مانگے تو اہلِ معرفت سے دور نہیں ہے اور یہ شریعت میں جائز ہے۔ مخلوق سے ایسی استعانت انبیاء اور اولیاء

نے بھی کی ہے درحقیقت یہ استعانت اللہ تعالیٰ ہی سے ہے نہ کہ اس کے غیر سے۔ (تفسیر عزیزی، پارہ ۱)

☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بزرگ کی زندگی میں اُس سے مدد طلب کی جاتی ہے وفات کے بعد بھی اُس سے مدد طلب کی جائے گی۔ میں نے چار مشائخ کو اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف کرتے ہوئے دیکھا جس طرح وہ اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے علاوہ دو اور بزرگوں کا ذکر کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی چار بزرگ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں بلکہ جو کچھ اُنہوں نے دیکھا وہی بیان کر دیا۔

فائدہ

کثیر آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی و زندہ ہے اسے زائرین اور ان کے احوال کا علم اور شعور ہوتا ہے کاملین کی روحوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اسی طرح ثابت ہے جس طرح زندگی میں تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اُولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کرامات اور کائنات میں تصرف حاصل ہے۔ تاہم یہ اُن کی روحوں کے لئے ثابت ہے اور اُن کی روحیں باقی ہیں حقیقی تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اُسی کی قدرت سے ہے۔ اولیاء کرام زندگی میں اور وفات کے بعد بھی اُن کے جلال میں فنا ہوتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، صفحہ ۷۱)

مخالفین کی گواہی

مذکورہ بالا نظریہ مخالفین بھی مانتے ہیں سید احمد بریلوی کے بھتیجے کا بیان ہے وہ لکھتے ہیں

آدھی رات کے وقت ہم مقامِ سرف پہنچے جہاں اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار ہے، عجیب اتفاق ہے کہ اُس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا، بھوک کی شدت کی وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی روٹی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر کہیں سے نہ ملی مجبوراً زیارت کے لئے حجرہ مقدسہ میں گیا، میں نے مزار شریف کے سامنے فقیرانہ ندا کی کہ اے جدہ محترمہ! میں آپ کا مہمان ہوں کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیں اور اپنے الطافِ کریمانہ سے مجھے محروم نہ فرمائیں۔

اس کے بعد میں نے سلام کیا، سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اُن کی روح پرفتوح کو ایصالِ ثواب کیا میں نے

بیٹھ کر سر آپ کی قبر پر رکھا ہوا تھا کہ رزاقِ مطلق اور دانائے برحق کی طرف سے تازہ انگور کے گچھے میرے ہاتھوں میں آ گئے۔ عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے میں حیران رہ گیا ایک گچھا تو میں نے وہیں کھالیا حجرے سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور میں نے یہ اشعار کہے۔

یافت مریم گر بیگام شتا
میوہ ہائے جنت از فضل خدا
ایں کرامت درحیاتش بود و بس
بعد فوتش نقل نمود امت کس
بعد موت زوج ختم المرسلین
بنگر ازدے ایں کرامت یا فتم
مایہ صد گو نہ نعمت یا فتم

o اگر چہ صفتِ مریم کو سردی کے موسم میں اللہ تعالٰی کے فضل سے جنتی میوے تھے۔
o تاہم یہ کرامت اُن کی زندگی میں تھی ان کی وفات کے بعد کسی نے یہ کرامت نقل نہیں کی۔
o اے دور تک دیکھنے والے، حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ کی وفات کو کئی صدیاں گزر گئیں ہیں۔
o دیکھا کہ میں نے اُن کی یہ کرامت پائی اور سوقسم کی نعمت کا سرمایہ حاصل کیا۔ (مخزن احمدی، صفحہ ۹۹)

آخری فیصلہ

اُصولی طور پر قرآن واحادیث کے مطابق تصرفات انبیاء واُولیاء شرعاً ثابت ہیں تو ستمبر کی جنگ ۱۹۶۵ء میں اُن کا پاکستان کی مدد کرنا بعید از عقل وقیاس نہیں ہاں مومنوں کے لئے لیکن منافق نہیں مانتے۔ غور فرمائیں کہ ایک بندمومن کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اب اس کی دیت پچاس اُونٹ ہے جب کہ دس درم چوری کرنے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ فرق یہی ہے کہ وہ فرمانبردار بندہ ہے اُس کے ہاتھ کی قیمت پچاس اُونٹ ہے اور چور اللہ کا نافرمان ہے اس کے ہاتھ کی قیمت صرف دس درم۔ جب اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں عام بندہ مومن کی یہ قدر و قیمت ہے تو اس کی بارگاہ میں اُولیاء اللہ کی قدر و قیمت کیا ہوگی جو اپنی زندگی اور تمام خواہشات رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں قسم دے کر عرض کریں تو وہ اُن

کی قسم پوری کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۳۰۰)

فیصلہ حق

جب محبوبانِ خدا کی یہ شان ہے تو پھر وہ منجانب اللہ تصرفات میں ماذون ومختار ہوتے ہیں نہ صرف دینوی زندگی میں بلکہ عالمِ برزخ میں بھی متصرف ہوتے ہیں۔ چنانچہ مشہور مفسر وفقیہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ "اُولیاء اللہ نے فرمایا ہے ہماری ارواح اجسام کا کام کرتی ہیں اور اجسام غایت لطافت کے باعث ارواح کے رنگ میں ظہور فرماتے ہیں پس اُن کی ارواح زمین وآسمان وبہشت جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، دنیا وآخرت میں دوستوں اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

(تفسیرِ مظہری، جلد ۱، صفحہ ۱۵۲، تذکرہ الموتی والقبور صفحہ ۳۱)

نہ صرف آج

وہ مشاہدات وواقعات جو چھ ستمبر میں سامنے آئے یہ کوئی افسانے نہیں بلکہ اسلاف صالحین کے زمانوں میں بھی واقع ہوئے اُنہوں نے بھی اپنی تصانیف میں ایسے واقعات ومشاہدات درج فرمائے اور انہیں قرآن واحادیث سے ثابت فرمایا چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء میں رقم فرماتے ہیں النظر فی اعمال الامه والاستغفار لهم من السیات والدعاء لکشف البلاد علیهم واتربیغی فی اقطار الارض بحلول البرکة فیها حضور جنازة من هات من صالحی وامة فان هذه والامور من اشغاله کما والاثار۔

ترجمہ

یعنی یہ بات احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں بخشش مانگتے ہیں اور دفع بلاء کے لئے دعا فرماتے اور حدودِ زمین میں پھرتے ہیں۔ جب اُمت کا کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو اُس کے جنازے پر تشریف لاتے ہیں اسی طرح احادیث اور آثار میں وارد ہے۔

(۲) علامہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں سورہ ملک کے آخر میں رقم فرماتے ہیں قال الاما الغزالی والرسول علیه الصلوٰة والسلام له الخیار فی اطراف العالم مع ارواح الصحابه رضی الله عنهم

لقدراه کثیر من الاولیاء۔

ترجمہ

یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم زمین و آسمانوں میں مع ارواح صحابہ و اُولیاء کے سیر کرتے پھرتے ہیں۔ آیت سے اُولیاء اللہ نے حضور ﷺ کو بیدار میں دیکھا ہے۔

(۳) علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب درثمین میں رقم فرماتے ہیں کہ خبر دی مجھ کو میرے والد سردار نے اور اُنہوں نے کہا کہ مجھ کو میرے پیر سید عبداللہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خبر دی کہ سید عبداللہ نے کہا کہ میں نے قرآن مجید ایک قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتے تھے حفظ کیا ایک بار ہم قرآن مجید پڑھ رہے تھے اتنے میں عرب کے آدمی آئے اور اُن کا سردار آگے تھا۔ اُس نے قاری کا پڑھنا سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ برکت دے تو نے قرآن مجید کا حق ادا کیا پھر وہ چلے گئے اور ایک آدمی اُنہیں عرب والوں کی وضع کا آیا کہنے لگا کہ کل رات کو رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں ہیں وہاں کے قاری کا قرآن مجید سننے جائیں گے جب اُس آدمی نے یہ بات سُنائی تو ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا۔

(۴) شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیوض الحرمین میں رقم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سامنے اکثر کاموں میں دیکھا یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے بار بار ظاہر ہوئی تو میں نے جان لیا کہ آپ کی روح کو طاقت ہے کہ بشکل جسمِ مبارک کے بن جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ پیغمبر نہیں مرتے ہیں بیشک وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور بیشک وہ زندہ ہیں۔

(۵) مکتوباتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب ہشتار بست جلد اول میں مرقوم ہے۔

امروز درحلقه بامدادے بینم که حضر ت الیاس و حضرت خضر علی نبینا و علیهم السلام بصورت روحانیاں حاضر شدند وبه تلقی روحانی حضرت خضر تا فرمودند که ماز عالم ارواحیم حضرت سبحانه و تعالیٰ ارواح مارا قدرت کامله عطا فرموده هست که بصورت اجسام متمثل شده کار هائے که از اجسام بوقوع مے آید از ارواح ماصد رومے یابد۔

ترجمہ

آج حلقہ میں صبح کے وقت میں دیکھتا ہوں کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہم السلام صورتِ روحانیاں میں حاضر

ہوئے اور روحانی القا سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالمِ ارواح سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو قدرتِ کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر دنیا کے کام جو وقوع میں آتے ہیں اُنہیں پورا کریں۔

(۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت، جلد اول میں رقم فرماتے ہیں کہ بہجۃ الاسرار میں جو تصنیف ابوالحسن علی بن یوسف شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے درمیان اس کے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بشیخ عبداللہ ازہری حسینی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ سے لاتے ہیں کہ کہا شیخ ابوالعباس نے کہ ہم نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا وہاں اُس وقت دس ہزار (۱۰،۰۰۰) آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور اُن میں علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کو نیند کا غلبہ ہوا اُنھوں نے لوگوں کو کہا کہ خاموش رہو چنانچہ سب لوگ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ اُن کی صرف سانس ہی سُنائی دیتی تھی پس شیخ ممدوح کرسی سے نیچے اتر کر شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دونوں ہاتھوں کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے اور غور سے اُن کی طرف نظر کرنے لگے اس کے بعد شیخ علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاگ اُٹھے تو شیخ ممدوح نے اُن سے پوچھا کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں دیکھا ہے ارشاد فرمایا کہ اسی لئے میں نے ادب کیا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے کس چیز کی وصیت کی؟ کہا کہ آپ کی ملازمت پر پھر شیخ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے کہا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے حضرت ممدوح نے اُسے عین بیداری میں دیکھا ہے۔

(۷) شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء میں رقم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ زندہ ہیں، آپ اُمت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں اور نافرمانیوں سے غمگین۔ انبیاء کا مرجانا صرف اتنا ہے کہ ہماری نظر سے چھپ گئے ورنہ واقع میں وہ زندہ ہیں اور فرشتوں کی طرح موجود ہیں یعنی جس طرح فرشتے موجود ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے اسی طرح انبیاء کا حال ہے کہ وہ موجود ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ ہاں اہلِ اللہ کو نظر آتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے دکھلا دیتا ہے۔

(۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب میں رقم فرماتے ہیں

آوردہ اند کہ شیخ علاؤ الدین قونوی میگوید کہ بعید نیست کہ گفتہ شود کہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد ازمفارقت بمنزلہ ملائکہ است بلکہ افضل ایشاں ہمئانکہ ملائکہ متمثل می شوند مصور مختلفہ کذالك جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز متمثل گردند دممکن است کہ

ایں تصرف گردد۔

ترجمہ

وہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ علاؤالدین قونوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مفارقت کے بعد فرشتوں جیسی ہیں بلکہ اُن سے افضل ہیں جس طرح فرشتے مختلف صورتوں میں صورت پذیر ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی پاک روحیں بھی ہوتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاص خاص بندوں کو زندگی کی حالت میں بھی یہ امر نصیب ہو اور ایک روح بغیر مقررہ بدن کے کئی اجسام میں متصرف ہو۔

(۹) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المنجلی فی تطور الولی میں رقم کیا ہے کہ ایک مسئلہ میرے پاس پیش ہوا کہ ایک مجلس میں کسی نے کہا آج رات شیخ عبدالقادر طحطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے یہاں تشریف لائے تھے اور رات بھر رہے، دوسرے نے کہا کیا کہتے ہو وہ تو رات بھر میرے ہاں تھے اس نے کہا کہ غلط کہتے ہو، غرضیکہ دونوں سے گفتگو بڑھی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں نے قسم کھائی کہ اگر وہ بزرگ آج رات میرے یہاں نہ تھے تو میری بیوی پر طلاق اور فیصلہ اس پر ٹھہرا کہ خود ہی اُنہیں سے دریافت کیا جائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر چار شخص بھی دعویٰ کریں کہ میں اُن کے پاس فرداً فرداً موجود تھا تو وہ صحیح ہیں۔ علماء میں اس بات پر بحث ہوئی کہ بھلا طلاق کس کی بیوی پر پڑی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ممدوح کی تقریر کے مطابق فتویٰ دیا کہ کسی پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ علماء محققین کے نزدیک ایک شخص وقتِ واحد میں کئی مقامات پر کرامت سے موجود ہو سکتا ہے۔

(۱۰) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبقاتِ کبریٰ میں ابوالعباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ صاحبِ کرامات تھے ان کے شاگرد عبدالغفار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وحید التوحید میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کی روز ہم شیخ ممدوح کی خدمت میں حدیث پڑھ رہے تھے اور اُن کی باتوں میں ہمیں بڑی لذت آرہی تھی کہ اتنے میں ایک لڑکے نے آکر وضو کرنا شروع کیا شیخ ممدوح نے اس سے مخاطب ہو کر کہا بیٹا کہاں جاؤ گے۔ اُس نے کہا کہ آپ کے ساتھ مسجد کو، آپ نے فرمایا بخدا میں نے تو نماز پڑھ لی ہے چنانچہ جب وہ لڑکا مسجد کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ لوگ نماز پڑھ کر مسجد سے نکل رہے ہیں۔ عبدالغفار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں ہی ہیں اور لوگ اُن سے علیک سلیک کر رہے ہیں یہ سن کر میں نے شیخ ممدوح کے پاس

آکر حال دریافت کیا اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے قوتِ تبدیل صورت دی گئی ہے۔

(۱۱) صفی الدین بن ابی المنصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عجیب واقعہ یہاں گزرا کہ ایک شخص نے حج سے آکر اپنے احباب میں ذکر کیا کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میں نے عرفات میں دیکھا ہے دوسرے نے کہا وہ تو دو تین ماہ سے کہیں نہیں گئے، دونوں میں گفتگو یہاں تک بڑھی ایک نے قسم کھائی اور کہا کہ اگر میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو میری عورت پر طلاق پس دونوں نے شیخ ممدوح کے پاس جا کر کہا ہم دونوں نے اس معاملہ میں طلاق کی قسم کھائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی کی عورت پر طلاق نہیں پڑی۔ میں نے پوچھا کہ جب ایک شخص سچا ہے تو دوسرے کی عورت پر ضرور طلاق پڑنی چاہیے۔ اُس وقت مجلس میں سب علماء حاضر تھے، شیخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں تم لوگ بحث کرو چنانچہ ایک نے اپنی رائے بیان کی مگر تسلی و تشفی نہ ہوئی آخر مجھ سے فرمایا گیا کہ آپ ہی اس کو وضاحت سے بیان کریں پس میں نے کہا کہ جب کسی کی ولایت محقق ہو جاتی ہے تو وہ ہر صورت کے ساتھ متشکل ہو سکتا ہے اور اپنی روحانیت کی وجہ سے متعدد جہات (جگہوں) میں وقتِ واحد میں جا سکتا ہے اور یہ سب کام اُس کے ارادہ سے ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے جو صورت کہ عرفات میں دیکھی گئی وہ حق تھی اور صورت کہ دو تین ماہ میں دیکھی گئی وہ بھی حق تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ بے شک یہ بات صحیح ہے اہلِ حال ہی اس امر کو سمجھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

گر ھوائے ایں سفر داری دلا

دامن رہبر بگیر و پس بیا

درارات باش صادق اے فرید

تابیانی گنج عرفاں را کلید

(۱۲) امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روض الریاحین میں رقم کیا ہے کہ ایک شخص حج سے فارغ ہو کر گھر میں آیا تو باتوں باتوں میں اُس نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس سال سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہمارے ساتھ حج میں شریک تھے چنانچہ عرفات کے موقف میں میں نے اُنہیں بچشم خود دیکھا اُس نے کہا کہ وہ تو یوم الترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ اپنی رباط میں تشریف فرما تھے جو تسر کے دروازے پر ہے۔ پھر اُس نے کہا کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ کس طرح یہاں ہوں گے جب کہ میں نے اُن کو عرفات میں خود دیکھا ہے اور مجھے پورا پورا یقین ہے ہاں اگر میری بات خلافِ واقعہ ہے یا

جھوٹ کہتا ہوں تو میری بیوی پر طلاق ۔ پس دونوں نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اصل بیان کیا۔ شیخ نے تصدیق کر کے کہا کہ ان اُمور کے دریافت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اور اس دوسرے شخص قسم کھانے والے سے فرمایا کہ تمہاری عورت پر طلاق نہیں ہوئی یہ راز و نیاز کی باتیں ہیں لہٰذا کسی سے یہ حال بیان نہ کرنا۔

(۱۳) شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک شخص حج کو گیا جب واپس آیا تو شیخ کا حال دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ خیریت سے ہیں پھر کہا کہ وہ تو اسی سال حج میں شریک تھے چنانچہ میں نے شیخ کو مطاف، سعی اور عرفات وغیرہ مقامات میں دیکھا لوگوں نے کہا کہ وہ تو یہاں سے کہیں نہیں گئے وہ شخص شیخ کی ملاقات کو گیا۔ شیخ نے اثنائے کلام میں پوچھا کہ سفر میں کن کن بزرگوں کو تم نے دیکھا اُس نے کہا حضرت میں نے آپ کو بھی دیکھا ہے، شیخ نے تبسم فرمایا۔

خلاصہ

ایسے ہی بے شمار واقعات کتبِ معتبرہ میں پائے جاتے ہیں جن سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ اُولیاء اللہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت موجود اور حاضر رہتے ہیں گویا اُن کی آنکھوں سے ایک لحہ بھی اوجھل نہیں ہوتے ہاں بعض بزرگوں کو وقتاً فوقتاً نظر آتے ہیں اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ جس قدر کسی شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب ہوگا اُتنی ہی اُس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوگی ۔ اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کروڑہا مقامات پر اپنے جسمِ امثال کے ساتھ اپنے مقربین، کاملین اور محبین کو وقتِ واحد میں نظر آجاتے ہیں گو بظاہر یہ محال از عقل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی محال نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی اور شرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہوا ہے جیسا کہ صحیح روایات اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی اتباع میں آپ کے بعض نام لیواؤں کو بھی یہ شرف حاصل ہے چنانچہ بعض اُولیاء اللہ بھی وقتِ واحد میں متعدد مقامات پر موجود اور حاضر دیکھے گئے جو صاحبِ حال پر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے۔ ہاں جو شخص کسی اہلِ اللہ سے تعلق نہیں رکھتا وہ البتہ اس رمز و اسرار کو کماحقہٗ نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس میں اوّل تو مشاہدہ کی ضرورت ہے دوسرے بعید از عقل باتوں کو بلا حیل و حجت ماننے اور یقین کرنے کی اور یہ بات بغیر کسی کامل بزرگ کی توجہ اور صحبت کے حاصل نہیں ہوسکتی جس سے منکرین بالکل نا آشنا ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم ہیں۔

الحمد للہ چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کے جنگی واقعات و مشاہدات نے ثابت کردیا کہ حق مذہب اہلِ سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ کریمہ ہے کہ ہر دور میں اس طرح کے کرشمہ وقدرت دکھاتا ہے اور خود فرماتا ہے۔

قرآن مجید کی نویدِ سعید اور تائید و توثیق مزید

مذکورہ بالا کرشمہ جات یعنی مشاہدات وواقعات چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کی طرح اللہ تعالیٰ کئی کرشمے دکھاتا ہے خود قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (پارہ ۲۵، سورۃ حٰم السجدۃ، ایت ۵۳)

ترجمہ: ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں، یہاں تک کہ ان پر کُھل جائے کہ بیشک وہ حق ہے کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔

فائدہ

مفسرین نے آفاق سے زمین وآسمان مراد لئے ہیں اس کے بعد طبع آزمائی کرتے ہوئے درجنوں تفسیریں تحریر فرمائیں منجملہ قادرِ قدیر کی قدرت سے ہندوؤں نے کیسے بُری طرح شکست کھائی جس پر ماہ ستمبر، نومبر ۱۹۶۵ء کے اخبارات ورسائل پاکستان گواہ ہیں۔

جنگِ ستمبر کا پسِ منظر

اخبارات میں اس جنگ کے بارے میں اجمالی طور پر یوں لکھا ہے کہ بھارت نے بین الاقوامی واخلاقی ضوابط کو بالائے طاق رکھ کر نہایت ڈھٹائی و پوری قوت کے ساتھ اچانک دیوانہ وار جو بھرپور حملہ کیا اور بالخصوص لاہور کو جس طرح نشانہ بنایا اُس کی حقیقت دنیا پر واضح ہوگئی ہے اور پاک حالیہ رپورٹ سے اس کی مزید تصدیق ہوچکی ہے۔ چنانچہ ایک سرکاری ترجمان کے بیان کے مطابق مغربی پاکستان کے محاذ سے پسپا ہوتے ہوئے بھارتی فوج جو کاغذات چھوڑ گئی ہے۔ اُن سے بھارت کے ناپاک منصوبہ کی تفصیلات معلوم ہوئی ہیں۔ منصوبے کے مطابق بھارت کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ صرف بارہ (۱۲) گھنٹے کے اندر لاہور اور ۲۷ گھنٹے میں مغربی پاکستان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور ادھر سے نپٹنے کے بعد مشرقی پاکستان کے اردگرد اپنی فوجوں کو جنگی پوزیشنوں پر متعین کر رکھا تھا اُن میں خاص طور پر تربیت یافتہ وہ پہاڑی ڈویژن بھی شامل تھے جو چین سے لڑنے کے لئے ریزروڈ (Reserved) رکھے گئے تھے، اُنہیں مشرقی پاکستان پر حملہ کرنے کی غرض سے تیار رہنے کی ہدایت کردی گئی تھی۔ (کوہستان، ۱۲۱کتوبر ۱۹۶۵ء)

ایک طرف بھارت کا یہ خوفناک پروگرام وسوچا سمجھا منصوبہ تھا اور دوسری طرف رحمتِ عالم نورِ مجسم ﷺ اور آپ

ﷺ کی اُمت کے اکابر واُولیاء کی نظر اس ناپاک منصوبہ اسلام کے نام لیواؤں پر برابر لگی ہوئی تھی چنانچہ مدینہ منورہ سے نور محمد صاحب بٹ کراچی کے نام مولوی محمد انعام صاحب کا جو مکتوب موصول ہوا ہے اس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ یہاں جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضہ اقدس ﷺ سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے بعض حضرات نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اُس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور فضلِ جناب حضرت محمدِ مصطفیٰ ﷺ فتح اور عزت عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ، امروز لاہور، ۱۰ اکتوبر، ۱۹۶۵ء)

هذا آخر رفعه قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۲۰ھ بہاول پور، پاکستان